ڈاکٹر محمد ریاض

سدید الدین محمد عوفی بخارائی

محمد عوفی کے القاب نور الدین اور جمال الدین بھی مذکور ملتے ہیں - ان کی کتابوں کے بعض مخطوطات میں انھیں کاتبوں نے "حجۃ الاسلام" لکھا ہے - ان کی زندگی کے حالات پردۂ اخفا میں ہیں - اپنی کتابوں میں انھوں نے چند واقعات البتہ اس طرح لکھے ہیں کہ ان سے اہم تر امور کا پتا چل جاتا ہے - ۱۹۰۶ء میں میرزا محمد خان قزوینی مرحوم نے لباب الالباب جلد اول کو گب میموریل کے اشاعتی پروگرام کے تحت لندن سے شائع کرایا اور محمد عوفی کے حالات کے بارے میں اس پر ایک طویل تحقیقی مقدمہ لکھا - عوفی پر لکھنے والے متعدد متاخر محققین اسی مقدمے سے استفادہ کرتے رہے ہیں -

محمد عوفی بخارا کے رہنے والے تھے مگر سنِ شعور کو پہنچ کر وہ ماوراء النہر کے مختلف شہروں میں رہے - ان کے والد کا نام محمد تھا - ان کے دادا شرف الدین عوفی، ماوراء النہر کے علما میں سے تھے - عوفی نسبت کے بارے میں انھوں نے خود "جوامع الحکایات ولوامع الروایات" میں لکھا ہے کہ وہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی اولاد سے تھے - ان کے اساتذہ میں امام رکن الدین مسعود ماوراء النہری کا نام لیا جاتا ہے (م ۶۱۷ھ) - عوفی مجدالدین شرف بغدادی کے بھی شاگرد تھے - ان کی ولادت ۵۷۰ھ کے لگ بھگ معلوم ہوتی ہے - جوانی میں وہ سلطان جلال الدین ابراہیم سمرقندی کے ہاں ملازم رہے - ۵۹۷ھ میں جو سلطان مذکور کی حکومت (۵۷۴ تا ۵۹۷ھ) کا آخری سال ہے، عوفی وہیں نظر آتے ہیں - اس کے بعد وہ ماوراء النہر اور خراسان کے مختلف علاقوں میں سرگرداں رہے - معلوم نہیں کن حالات میں وہ سمرقند، نیشاپور اور خوارزم گئے - وہ ان ہی نقل مکانیوں میں مصروف تھے کہ ساتویں صدی کے اوائل میں ایران پر چنگیز خان کی خون آشام اور غارت گر شمشیریں چمکنے لگیں -

ان حالات میں ایرانی ولایات کے مختلف شہزادوں، عالموں اور شاعروں نے برصغیر پاکستان و ہند میں پناہ لی، محمد عوفی بھی ان میں شامل تھے - وہ ہرات، غزنی اور کابل کے راستے لاہور آئے اور وہاں سے اُچ (اُوچ) گئے جسے تاریخوں میں بہاولپور سے مربوط کیا جاتا ہے یا ملتان ...

سلطان ناصر الدین قباچہ اور اس کے وزیر عین الملک فخر الدین حسین اشعری نے بذل و سخاوت کی بساط بچھا رکھی تھی۔ عوفی اسی دربار سے مستفیض ہوئے۔ انھوں نے اس سے قبل شاید کتابیں لکھنے کا ارادہ کر رکھا ہوگا، یا، یادداشتیں، مرتب کی ہوں گی، مگر کتابی صورت میں ابھی کچھ نہ لکھا تھا۔ ان کی جملہ ۳ یا ۴ کتابیں یہیں لکھی گئیں۔ وہ ۶۲۵ھ تک اُچ ہی میں رہے۔ قباچہ خاندان کے اقتدار کے خاتمے کے بعد وہ سلطان شمس الدین التتمش (۶۰۷-۶۳۳ھ) کے دربار سے منسلک ہو کر دہلی چلے گئے۔ ان کا انتقال غالباً وہیں ۶۳۰ھ میں یا اس کے کچھ بعد ہوا ہے۔

عوفی کی تصانیف

۱۔ لباب الالباب (دو جلد) جو عوفی کی پہلی تصنیف ہے، فارسی تذکروں کی قدیم ترین کتاب ہے۔ میرزا قزوینی نے اس کتاب کی جلد اول کے مقدمے میں لکھا ہے کہ عوفی سے قبل صرف دو فارسی تذکرہ نما کتابیں لکھی جا چکی تھیں۔ ایسے میں لباب الالباب فارسی کے معلوم و موجود "تذکرۃ الشعراء" میں سب سے قدیم ہے اور حسنِ اتفاق سے یہ ہماری قدیم سرزمین میں لکھا گیا تھا۔ مدتِ تالیف بظاہر ۶۱۸ تا ۶۱۹ھ ہے۔

لباب الالباب دو جلدوں میں ہے۔ پہلی جلد کے سات اور دوسری کے پانچ باب ہیں۔ مؤلف نے ایک مقدمہ لکھا اور پہلے چار ابواب میں شاعری کی اہمیت، آغازِ شعر نیز فارسی شعر کی ابتدا کے بارے میں بحث کی ہے۔ یہ حصہ مختصر ہے۔ مؤلف نے حضرتِ آدم صفی اللہ کو پہلا شاعر عالم قرار دیا ہے اور بہرام گور ساسانی کو پہلا فارسی شاعر۔ مؤلف کے نزدیک شاعری نکتہ آفرینی کا نام ہے اور مہذبِ اخلاق شاعری از روئے شرع مجاز بلکہ مستحسن ہے۔ کتاب کے باقی ۸ ابواب میں ۲۹۷ شعرا کے مختصر حالات اور مختلف اصنافِ سخن پر مبنی ان کا نمونۂ کلام ملتا ہے۔ ان شعرا کا تعلق سامانی، طاہری، غزنوی، غوری سلجوقی اور خوارزم شاہی بادشاہوں کے ادوار سے رہا ہے۔ ان میں حکام، شہزادے، امرا، عمائد اور علما بھی نظر آتے ہیں۔ یہ کتاب بعد کے مصنفین کے لیے ایک اہم ماخذ رہا ہے۔ البتہ اس کا سوانحی حصہ بہت مختصر بلکہ ناقص ہے۔ غالباً اسی لیے مصنف نے "لباب الالباب" کہا ہے (عقلا کے حالات اور تصانیف کا خلاصہ)۔

لباب الالباب کی جلد اول کو، جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، علامہ میرزا محمد خان قزوینی (م ۱۹۴۹ء) نے ۱۹۰۶ء میں لندن سے شائع کرایا تھا۔ جلد دوم اس سے قبل ۱۹۰۳ء میں مشہور مستشرق ای۔ جی۔ براؤن (م ۱۹۲۶ء)

لندن سے شائع کرا چکے تھے۔ ۱۹۵۷ء میں استاد سعید نفیسی نے دو جلدیں یکجا کرکے تہران سے شائع کروائیں۔ انھوں نے متن میں بعض اصلاحات کیں اور حواشی کا اضافہ کیا۔ احمد گلچین معانی نے اپنی تالیف "تاریخ تذکرہ ہائے فارسی جلد دوم" (تہران ۱۹۷۱ء، ص ۸۰ تا ۸۵) میں متن اور حواشی کے کئی اغلاط بتائے ہیں اور اس کتاب پر مزید تحقیقی کام کیے جانے کا مشورہ دیا ہے۔

۲۔ ترجمہ "فرج بعد از شدت"۔ جو ابھی غیر مطبوعہ ہے۔ "الفرج بعد الشدۃ" قاضی ابی علی محسن محسن تنوخی بغدادی (۳۲۷ تا ۳۸۴ھ) کی مشہور تالیف ہے جس کے دو حصے اور متعدد ابواب ہیں۔ کتاب ۱۹۵۵ء میں قاہرہ سے شائع ہو چکی ہے۔ حصہ اول (الجزء الاوّل) کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:
الحمد للہ الّذی جعل بعد الشدّۃ فرجاً و من الضیق سعۃ و مخرجاً۔ مقدمے کے بعد الباب الاوّل کا یہ عنوان ہے: فیما انباء اللہ تعالیٰ بہ فی القرآن من ذکر الفرج بعد البؤس و الامتحان۔
اس کتاب میں مصنف نے رجا، کامیابی اور متوقع آسائش کی تلقین کی ہے۔ کتاب داستانوں اور حکایات کی صورت میں ہے اور قرآن مجید، احادیث رسولؐ اور تاریخ اسلام کے مختلف واقعات سے مصنف نے آخر تک ایک ہی نتیجہ نکالا ہے کہ "الفرج بعد الشدّۃ" (آسودگی بعد از تکلیف)۔ محمد عوفی نے ۶۲۰ تا ۶۲۲ھ میں اس کتاب کو فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ اسے حسین بن اسعد مؤید دہستانی نام کے دوسرے مصنف نے بھی فارسی میں ترجمہ کیا، مگر اس مترجم کا زمانۂ حیات نامعلوم ہے۔ بظاہر وہ عوفی کے بعد کا مؤلف ہے۔ اس دوسرے ترجمے (ترجمہ فرج بعد از شدت) کو ڈاکٹر اسماعیل حاکمی والا نے تدوین کیا اور جلد اول ۱۹۷۶ء میں شائع ہو گئی۔ (بنیاد فرہنگ، تہران)۔ مگر عوفی کا ترجمہ ابھی مخطوطات کی صورت میں ہے۔ بظاہر اس ترجمے کے تمام معلوم مخطوطے ناقص ہیں[۱] مگر حسین دہستانی کے ترجمے سے یہ اقدم ہے اور سادہ و رواں بھی۔ ڈاکٹر محمد نظام الدین مرحوم (م ۱۹۶۷ء) نے عوفی کی "جوامع الحکایات" پر اپنی انگریزی تالیف (آگے ذکر آئے گا) میں لکھا ہے کہ عوفی نے "الفرج بعد الشدّۃ" کے ایک کامل ترنسخے کو فارسی میں ترجمہ کیا تھا، اس لیے اس ترجمے کے ایک مکمل مخطوطے کی تلاش سے فارسی ادب کے محققین کو بے حد دلچسپی رہی ہے اور رہے گی۔ البتہ اس کتاب کی کئی حکایات عوفی کی "جوامع الحکایات" میں بھی موجود ہیں۔

---

[۱] فرج بعد از شدت جلد اول، مقدمہ از ڈاکٹر اسماعیل حاکمی والا

۳۔ رسالہ اربعین: ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۹ء میں حیدرآباد دکن سے شمائل الاتقیا نام کی ایک کتاب شائع ہوئی جسے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ (م ۷۲۵ھ) کے ایک خلیفہ، شیخ رکن الدین ابن عماد الدین دبیر کاشانی خلدآبادی، نے مرتب و تالیف کیا ہے۔ اس کے ضمیمے میں محمد عوفی سے منسوب پاکر ایک کتابچہ، 'رسالہ اربعین' شائع ہوا ہے، مگر فہرست ہائے مخطوطات میں اُسے مذکور نہیں دیکھا گیا۔ ڈاکٹر محمد نظام الدین پروفیسر فارسی، جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کی انگریزی کتاب[۲] محمد عوفی کی جوامع الحکایات ولوامع الروایات کا تعارف، اسی سال لندن سے شائع ہوئی تھی، مگر انھوں نے بھی اس رسالے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

۴۔ جوامع الحکایات ولوامع الروایات۔ اسی کتاب کے مطبوعہ حصّے اور متن کے بارے میں بعض توصیفی مقالے[۳] اور چند مخطوطات[۴] میں اس کے جستہ جستہ مطالب پڑھ کر راقم نے مناسب جانا کہ محمد عوفی کے بارے میں اُردو کے قارئین کی خاطر ایک مختصر تعارفی شذرہ لکھ دوں۔ یہ ایک عظیم اور ضخیم فارسی کتاب ہے جس کے ایک مختصر حصّے کو اختر شیرانی مرحوم نے اردو میں منتقل کرکے انجمن ترقی اُردو (ہند) کے اہتمام سے شائع کروایا تھا۔ ڈاکٹر محمد نظام الدین مذکور نے اسی کتاب پر تحقیق کرکے غالباً ۱۹۲۳ء میں ڈاکٹریٹ کی سند لی تھی۔ ان کے راہنمائے تحقیق پروفیسر ای۔ جی۔ براؤن تھے اور میرزا قزوینی نے بھی ان کی مدد کی تھی مگر وہ اپنے عزم بالجزم کے باوجود اس کتاب کا کوئی حصّہ شائع نہ کروا سکے۔ مختلف ایرانی مصنّفین اس کتاب کے بعض حصّے شائع کرچکے ہیں، اور امید کی جا سکتی ہے کہ اس ضخیم کتاب کے باقی ماندہ حصّے مطبوعہ صورت میں جلد منصۂ شہود پر آجائیں گے۔ پوری صورتِ حال بعد میں بیان ہوگی۔ اس کتاب کے بیسیوں مکمل اور دیدہ زیب قلمی نسخے دنیا کے کئی کتب خانوں میں موجود ہیں۔

کتاب کی چار اقسام (حصّے) ہیں اور ہر قسمت (حصّے) کے ۲۵ باب ہیں۔ کتاب کی اقسام اور ان کے ابواب کی مختصر کیفیت حسبِ ذیل ہے:

---

[۲] عنوان یوں ہے: Introduction to the 'Jawami-'ul Hikayat wa Lawami'ur Riwayat, Luzac & Co, London 1929 (P 316).

[۳] مثلاً ڈاکٹر محمد جعفر محجوب کا مقالہ ماہنامہ 'سخن' (سال پانزدہم)

[۴] مخطوطات نمبر ۵ اور ۲۱۵۸ کتب خانہ ملک تہران۔

قسم اول : معرفتِ خدا، مقام انبیا و اولیا اور بادشاہوں اور حاکموں سے مربوط تاریخ کے بارے میں۔ باب ۱، معرفتِ خدا، باب ۲ معجزاتِ انبیا، باب ۳ کراماتِ اولیاء اللہ، باب ۴ تاریخِ ملوک، باب ۵ تاریخ خلفا، باب ۶ فضیلت عدل و انصاف، باب ۷ اخلاقِ ملوک، باب ۸ سخنانِ ملوک، باب ۹ سیاست ملوک، باب ۱۰ انعامِ ملوک، باب ۱۱ فراست ملوک، باب ۱۲ رائے صائب ملوک، باب ۱۳ اربابِ آملا کے مکر، باب ۱۴ سیرت وزرا، باب ۱۵ علما اور زاہدین کے مواعظ، باب ۱۶ صاحبان عقل اور ان کے جوابات، باب ۱۷ علما و فضلا کے لطائف اور نکات، باب ۱۸ دبیروں کی حکایات اور نوادر کار، باب ۱۹ حکایاتِ ندما، باب ۲۰ حکایاتِ اطبا، باب ۲۱ خواب کی تعبیر بتانے والوں کے لطائف، باب ۲۲ نجومیوں کی عجیب حکایات، باب ۲۳ فی البدیہہ کہنے والے شعرا کے قصے، باب ۲۴ گانے بجانے والوں کی حکایتیں اور باب ۲۵ ذہین افراد کے لطائف۔

قسم دوم : پسندیدہ اخلاق اور عادات کے بیان میں

باب ۲۶ فضیلتِ حیا، باب ۲۷ تواضع اور فروتنی، باب ۲۸ عفو و بخشش، باب ۲۹ حلم، باب ۳۰ بلند ہمتی، باب ۳۱ ادب و تعظیم، باب ۳۲ رحم و کرم، باب ۳۳ توکل، باب ۳۴ سخاوت، باب ۳۵ مہربانی، باب ۳۶ مہمان نوازی، باب ۳۷ شجاعت، باب ۳۸ صبر، باب ۳۹ شکر، باب ۴۰ احتیاط، باب ۴۱ زہد و ورع، باب ۴۲ کوشش و کار، باب ۴۳ خاموشی، باب ۴۴ وفائے عہد، باب ۴۵ صلۂ رحم، باب ۴۶ رازداری، باب ۴۷ امانت داری، باب ۴۸ مکارم اخلاق، باب ۴۹ ثابت قدمی، باب ۵۰ مشاورت۔

قسم سوم : مذموم اور قابلِ نفرت، اخلاق و عادات کے بیان میں :

باب ۵۱ اختلاف طبائع، باب ۵۲ حسد، باب ۵۳ حرص، باب ۵۴ طمع، باب ۵۵ چوری، باب ۵۶ گداگری، باب ۵۷ جھوٹ، باب ۵۸ جھوٹا ادعائے نبوت، باب ۵۹ کنجوسی، باب ۶۰ عہد شکنی، باب ۶۱ جہالت، باب ۶۲ ظلم و ستم، باب ۶۳ بدمزاجی، باب ۶۴ کمینگی، باب ۶۵ فضول خرچی، باب ۶۶ بددیانتی، باب ۶۷ بے احتیاطی، باب ۶۸ ناشکری، باب ۶۹ چغل خوری، باب ۷۰ جلد بازی، باب ۷۱ بے یقینی، باب ۷۲ عورتوں کی چالاکی، باب ۷۳ پارسا عورتیں، باب ۷۴ ناپارسا عورتیں، باب ۷۵ عورتوں کی مکاری۔

قسم چہارم : واقعاتِ عجیب و غریب

باب ۷۶ سلاطین کی ملازمت کے فوائد، باب ۷۷ ملازمتِ سلاطین کی بعض حکایات، باب ۷۸

خوف اور امید، باب ۷۹ اثرِ دعا، باب ۸۰ بعض ماثورہ دعائیں، باب ۸۱ فال گیری، باب ۸۲ موت کے منہ سے بچ نکلنے والے، باب ۸۳ چوروں کے ہاتھ سے نجات پانے والوں کے واقعات، باب ۸۴ درندوں سے بچنے والے، باب ۸۵ عاشقانِ نامراد، باب ۸۶ عاشقانِ بامراد، باب ۸۷ ہلاکت کی آغوش میں آجانے والے، باب ۸۸ عجائبِ تقدیر، ۸۹ قد و قامت کے عجائب، ۹۰ حیوانات کی عمریں، ۹۱ ممالکِ دنیا، ۹۲ روم، چین اور ہند کے عجائبات، ۹۳ عجیب عمارات، ۹۴ طلسمات، ۹۵ عجیب اشیا، ۹۶ درندوں کے بیان میں، ۹۷ بعض موذی حیوانات، ۹۸ عجیب حیوانات، ۹۹ پرندوں کے عجائبات اور ۱۰۰ غرائبِ ادب، ہزل اور ظرافت۔

مندرجہ بالا عنوانات کے اختصار سے بھی ظاہر ہے کہ یہ کتاب دینی، ادبی، اخلاقی، معاشرتی، تاریخی اور بعض جغرافیائی معلومات وغیرہ کی ایک دائرۃ المعارف ہے۔ اس کی تدوین و تالیف کے وقت مؤلف کے پاس بہت سے مآخذ و منابع رہے ہیں، اور مختلف بیانات میں وہ اپنے منابع کا ذکر بھی کرتا ہے۔ قرآنِ مجید اور احادیثِ رسولؐ کے علاوہ اس کے معروف تر مآخذ مندرجہ ذیل رہے ہیں:

احیاء علوم الدین از غزالی، کیمیائے سعادت از غزالی، تاریخ طبری، تاریخ یمینی، رسالۂ قشیریہ، کلیلہ و دمنہ، سندبادنامہ، زند اوستا، شاہنامہ فردوسی، مقاماتِ حریری، شرحِ مقامات حریری، الفرج بعد الشدۃ مع اپنے فارسی ترجمے، تحقیق ما للہند از البیرونی، کتاب المغازی از محمد بن اسحاق، قابوس نامہ، اسرار التوحید، مقاماتِ شیخ ابوسعید ابوالخیر، وصیت نامہ نظام الملک طوسی، یتیمۃ الدہر (ثعالبی) اور مجمع النوادر (چہار مقالۂ نظامی عروضی)۔

جوامع الحکایات و لوامع الروایات، معاصرین سے لے کر آج تک صدہا مصنفین کا منبع و مرجع رہی ہے۔ چنانچہ قاضی منہاج سراج نے اگر طبقاتِ ناصری، (مؤلفہ ۶۵۰ھ) میں اس کتاب کے مطالب نقل کیے ہیں، تو آج کل ڈاکٹر عبدالحسین زرین کوب بھی اپنی کتاب "دو قرن سکوت"[۵۵] میں اسی سے استشہاد کرتے ہیں، دوسری جن کتابوں میں اس کتاب کے مطالب منقول و مقتبس نظر آتے ہیں، ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں مگر بعض مصنفین نے ممکن ہے کہ صاحب جوامع الحکایات کے مآخذ سے براہِ راست استفادہ کیا ہو، مگر جوامع الحکایات میں منقول سارے مطالب کے مآخذ نامعلوم ہیں اور مشتے از خروارے بمصداق مؤلف

---

۵۵ عربوں کے ایران پر تسلط (پہلی اور دوسری صدی ہجری) کے بارے میں ہے اور اب تک چار بار تہران سے شائع ہو چکی ہے۔

نے اپنے منابع کا ذکر کیا ہے)؛

گلستان و بوستانِ سعدی، مثنوی رومی، عجائب المخلوقات از زکریا قزوینی، تجارب السلف از ہندو شاہ نخجوانی، لطائف الطوائف از علی کاشفی، گلشنِ ابراہیمی (تاریخ فرشتہ)، تاریخ حبیب السیر، خلاصۃ الاخبار، مآثر الملوک، تاریخ گزیدہ، نزہۃ القلوب اور زبدۃ التواریخ از حافظ ابرو وغیرہ

جوامع الحکایات کے ترکی تراجم بھی ملتے ہیں۔ اس کتاب میں کل دو ہزار ایک سو تیرہ (۲۱۱۳) حکایات منقول ملتی ہیں قسم اول میں ۱۱۸۲، قسم دوم میں ۳۵۸، قسم سوم میں ۲۶۹، اور قسم چہارم میں ۳۰۴۔

ظاہر ہے کہ قسم اول بہت مفصل ہے، خصوصاً اس کے چوتھے اور پانچویں باب جو ملوکِ عجم اور خلفائے اسلام سے مربوط ہیں:

جوامع الحکایات کے مطبوعہ حصے

'سبک شناسی' کے مشہور مصنف، ملک الشعرا محمد تقی بہار (م ۱۹۵۱ء) غالباً پہلے ایرانی مصنف ہیں جنھوں نے 'جوامع الحکایات'[۵۶] کو مرتب اور قابلِ اشاعت بنانے کا پروگرام بنایا تھا۔ انھوں نے ۱۹۳۶ء میں اس کتاب کے دو حصے تدوین کیے، مگر وہ بعض نامعلوم وجوہ کی بنا پر شائع نہ ہوئے۔ ۱۹۴۵ء میں البتہ وزارتِ تعلیم ایران نے ان کا ایک 'انتخاب جوامع الحکایات' (ہائی سکولوں کے لیے) شائع کیا جس میں مختلف ابواب کی ۹۵ حکایات ملتی ہیں۔ یہ انتخاب بیشتر قسم اول کے باب ۴ اور ۵ سے کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں نہ کوئی پوری 'قسم' چھپی ہے اور نہ ہی کوئی 'باب'۔

۱۹۵۶ء میں ڈاکٹر محمد معین مرحوم نے 'جوامع الحکایات' کی قسم اول کا باب اول (۳۰ حکایات مع دیباچہ مؤلف اور فہرست موضوعات) تہران یونیورسٹی کے اہتمام سے شائع کروایا جسے ۱۹۶۱ء میں 'ابن سینا' نام کے اشاعتی ادارے نے دوبارہ بھی شائع کیا ہے۔ ۱۹۵۶ء میں ہی 'کلالہ خاور' نام کے ایک اشاعتی ادارے کے مالک محمد رمضانی نے اس کتاب کے قسم اول کے ۱۵ باب (از باب یازدہم تا بیست و پنجم) شائع کیا۔ انھیں اس کتاب کا ساتویں صدی ہجری کا ایک خوشخط قلمی نسخہ ملا جسے انھوں نے آفسٹ طریقے سے تہران سے شائع کروایا۔ اسی قسم کے باب چہارم کو ڈاکٹر جعفر شعار نے ۱۹۷۱ء میں تہران سے شائع

---

۵۶ 'سبک شناسی' (جلد ۳) میں بھی 'جوامع الحکایات' کی توصیف دیکھی جا سکتی ہے۔

کروایا۔ (کوئی پونے دو سو صفحات، از انتشارات دانش سرائے عالی)۔ اس طرح کتاب کی قسم اوّل کے ۷ اباب شائع ہو گئے۔

«بنیاد فرہنگ ایران» تہران کا مشہور سرکاری اشاعتی ادارہ ہے۔ چند سال سے یہ کتاب اس کے اشاعتی پروگرام میں شامل کر لی گئی اور اب مکمل کتاب کے شائع ہو جانے کی توقع ہے۔ ۱۹۷۳ء میں پروفیسر امیر بانو کریمی مصفا نے قسم سوم کے پہلے ۱۱ ابواب پر مشتمل ایک جلد شائع کروائی (مؤلفہ استاد امیری فیروز کوہی کی صاحبزادی ہیں) اور دوسرے سال ان کے شوہر ڈاکٹر مظاہر مصفا کی شمولیت سے اسی قسم کے باقی ۴ اباب شائع ہو گئے۔ ابھی دوسرے اور چوتھے قسموں اور قسم اول کے ۸ باب شائع ہونے باقی ہیں، مگر ان فاضل زوجین کے مسودے آمادۂ اشاعت ہو چکے ہیں۔ ذرا اس واحد آدمی کی محنت اور قوتِ تحریر کا اندازہ لگائیں جس کی تین کتابوں پر تحقیق شاید صدی بھر میں بھی مکمل نہ کی جا سکی، گو اس میں ایک درجن سے زیادہ محقق دادِ تحقیق دے چکے ہیں۔ محمد عوفی کے ایک دوست مہذب الدین منصور اسفرازی نے ان کی تعریف میں ایک عربی شعر کہا ہے:

ما ابصرت ایام عمری طرفی قرماً کریماً کالسدید العوفی

سدید الدین محمد عوفی اوسط درجے کے شاعر بھی تھے اور ان کی تصانیف میں اشعار کے نمونے دیکھے جا سکتے ہیں۔

مشاہیرِ اسلام

از خواجہ عباد اللہ اختر

اسلام کی تاریخ مشاہیر و اکابر کے حیات افروز اور روح پرور سوانح حیات کا ایک دلکش اور دلآویز مجموعہ ہے۔ اس کتاب میں محمود غزنوی جیسا سپہ سالار اور کشور کشا بھی میدانِ جنگ میں رجز خواں نظر آئے گا اور سید محمد جون پوری کا جوشِ جہاد اور جذبۂ عمل بھی محسوس و مشہود صورت دکھائی دے گا۔

صفحات: ۴۶۷ قیمت ۷/۰۰ روپے

ملنے کا پتہ: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور